© rasailojaraid.com

مغربی تہذیب کا بحران

جناب ریاض الحسن نوری صاحب

(ماہ اپریل سے آگے)

امریکی اعلان آزادی کا مصنّف

امریکہ میں بڑے بڑے لوگوں کی لونڈیوں سے پیدا شدہ اولاد کو قحبہ گری کے لیے فروخت کیا گیا۔ امریکی اعلانِ آزادی کے مصنّف صدر جیفرسن کی موت کے بعد اُن کی لڑکیوں سے بھی یہی سلوک ہوا۔ جیفرسن نے اپنی اس اولاد کو جو افریقی النسل لونڈیوں سے تھی اپنی آخری وصیت میں آزاد قرار دے دیا تھا۔ مگر اس کے باوجود اس کی موت کے بعد اُس کی دونوں لڑکیوں کو فی کس پندرہ سو ڈالر کے حساب سے قحبہ گری کے لیے فروخت کر دیا گیا۔ یہ دونوں لڑکیاں سفید فام اور نیلی آنکھوں والی تھیں اور دونوں اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی تھیں۔ چھوٹی لڑکی قحبہ گری سے بچنے کے لیے اپنے مالک کے پاس سے بھاگ آئی اور خودکشی کر لی۔ امریکن قوم نے یہ سلوک اپنی آزادی کے اعلان کے مصنّف کی بیٹیوں کے ساتھ کیا۔[1]

پریذیڈنٹ ٹیلر کی بیٹی بھی اسی طرح بیچ دی گئی۔ اس کا قصہ یوں ہے کہ اس کی ایک بیٹی اپنے پسندیدہ لڑکے کے ساتھ شادی کرنے کی خاطر اس کے ساتھ بھاگ گئی۔ آخرکار دونوں پکڑے گئے۔ اس پر اس کے باپ نے خود اپنی لڑکی کو ایک لونڈیوں کے سوداگر کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ واشنگٹن

---

[1] مؤلف مضمون اگر یہاں یہ تذکرہ بھی کر دیتے تو اچھا تھا کہ امریکی صدر اور دوسرے اکابر میں سے کتنے حرام اولاد تھے (مدیر)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے بازار تماشہ سے ایک دوسرے شخص نے اس کے حسن کی وجہ سے آسے ۲۵۰۰ ڈالر میں خرید لیا۔ یہ سزا اس کو محض اس وجہ سے دی گئی کہ وہ اپنی مرضی کی شادی کرنا چاہتی تھی۔ امریکہ کے صدر تک کی لڑکی کو یہ حق حاصل نہ تھا[1]۔

غرضیکہ بالکل جدید دور سے پہلے تک یورپ میں قحبہ گری بہت عام تھی۔ انیسویں صدی کے اعداد و شمار اس کتاب میں مفصل دیے گئے ہیں۔ ہم اتنا حوالہ یہاں دیے دیتے ہیں کہ ۱۸۵۸ء میں نیویارک شہر میں ہر چالیس آدمی کے بالمقابل ایک طوائف موجود تھی[2]۔

آج کے مغرب کا کیا حال ہے۔ مثال کے طور پر برٹرینڈ رسل کا بیان سن لیجیئے۔

"تمام امریکہ میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان لڑکیوں کی بہت بڑی تعداد جو بعد میں شادی کر لیتی ہیں اور آرتھوڈکس سوسائٹی میں شامل ہو جاتی ہیں، شادی سے پہلے کئی عشاق سے جنسی تعلقات قائم کر چکی ہوتی ہیں[3]۔"

اس عام بدکاری کی وجہ سے جنسی امراض اب پیشہ کار عورتوں کی نسبت دیگر عورتوں کے ذریعے زیادہ پھیل رہے ہیں[4]۔ مگر اس پر ہم الگ سے کلام کریں گے۔

اس بدکاری میں روس بھی امریکہ و دیگر مغربی ممالک سے زیادہ پیچھے نہیں ہے۔ اس کی تفصیلات بھی بینجمین صاحب نے اپنی کتاب میں دی ہیں مگر ہم طوالت کے خوف سے اسے نظر انداز کرتے ہیں۔ روس میں رضامندی سے بدکاری پر کوئی قدغن نہیں۔ حتیٰ کہ ۱۹۴۴ء میں باقاعدہ قانون بنا دیا گیا جس کی رو سے بن بیاہی ماں کو برا کہنے والے کو سزا دی جاتی ہے[5]۔

جی۔ ایل۔ سائمنز G. L. Simons اپنی کتاب سیکس ان ہسٹری کے صفحہ ۱۶۴

---

1. P. 63, 64. Ibid
2. P. 73 Ibid.
3. P. 107 Marriage and Morals by Bertrand Russell.
4. P. 352 Prostitute in Society.
5. USSR Questions and Answers P. 109, Published in Moscow.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پہ لکھتا ہے کہ امریکہ میں بڑی تجارتی فرمیں اپنی بِکری بڑھانے اور بڑے تجارتی سودوں کے لیے کال گرلز استعمال کرتی ہیں۔ پھر صفحہ ۱۶۵ پہ لکھتا ہے کہ امر واقعہ یہ ہے کہ بڑے کاروبار اور قحبہ گری توام ہیں (Here is the fact . . . . Big Business and Prostitution are Intertwined)

پھر یورپ میں عورتوں کو جس طرح سے جاسوسی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے وہ بھی بڑی دلخراش حقیقت ہے ۱۹۷۷ء میں لندن سے ایک کتاب چھپی ہے جس کا نام جاسوسی بذریعہ جنس Sex Pionage ہے۔ اس کا مصنف ڈیوڈ لیوس David Lewis ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ روس میں ذہین اور حسین لڑکیوں کو حکومت اعلیٰ ملازمت اور بڑی تنخواہ کا لالچ دے کر تعلیم گاہوں سے ہٹا لیتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ اُن کو شرمناک جنسی ٹریننگ دی جاتی ہے تاکہ وہ غیر ملکیوں کو اپنے چنگل میں پھنسا کر ان سے اہم معلومات حاصل کریں۔ ان لڑکیوں کے ذریعے سیاستدانوں کو بلیک میل کیا جاتا ہے۔ جن خاص ہوٹلوں میں یہ لڑکیاں اپنے شکار کو لے جاتی ہیں، ان میں کیمرے اور الیکٹرانک آلات فٹ ہوتے ہیں۔ روس کے سب سے بڑے بڑے ہوٹلوں میں ایسے کمرے موجود ہیں۔ جدید دور کی تمام مغربی حکومتوں کو اپنے اقتدار کی خاطر ذلیل سے ذلیل حرکتیں کرنے اور اپنے ملک کی خواتین کی عصمتیں لٹانے میں کوئی باک نہیں۔ عورتوں کے علاوہ مردوں کو بھی جنسی ٹریننگ دی جاتی ہے اور اُن کو بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ انسان کو حیوان سے بھی بدتر بنا دیا گیا ہے۔ سٹیٹ یا اقتدار کو خدائی مقام دے دیا گیا ہے جس کے سامنے عوام کی ہر طرح سے قربانی دی جاتی ہے۔ عوام کی جان و مال حتیٰ کہ عزت اور عصمت کی کوئی قیمت باقی نہیں رہی۔ سب کچھ کرسی پر قربان کر دیا جاتا ہے۔ حکومت کو کرسی مضبوط کرنے کے لیے دولت کی ضرورت ہوتی ہے تو طرح طرح کے ٹیکس لگائے جاتے ہیں۔ کاسمیٹکس پر ٹیکس، شراب اور تمباکو پر ٹیکس وغیرہ وغیرہ۔ سگریٹ سے کینسر اور کئی دوسری بیماریاں اگر پھیلتی ہیں تو حکومت کو پروا نہیں بلکہ ٹی۔ وی پر اشتہار دکھا کر اس عادت کو پھیلایا جاتا ہے۔ عظیم قدوائی ۱۲ جنوری کے ڈان میں لکھتے ہیں کہ سگریٹ سے حکومت کو اس قدر آسانی سے اور کافی ٹیکس وصول ہوتا ہے کہ تہذیب یافتہ سوسائیٹیوں کا وزیر خزانہ ہر چیز کے لیے تیار ہو سکتا ہے مگر اس کے لیے نہیں کہ سگریٹ نوشی ختم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو جائے۔

ٹیکس پر شروعات

یورپ میں ٹیکسوں کی شروعات کو سمجھنے کے لیے ٹیلر کا مندرجہ ذیل بیان اہم ہے۔ وہ چرچ کے جنسی قوانین کی بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ غور کرنے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ قوانین اخلاقی وجوہات کی بنا پر نہیں بنائے گئے تھے۔ بلکہ پس منظر یہ تھا کہ چرچ کی نظر میں پادری کے لیے نکاح کرنا داشتہ رکھنے سے بدتر جرم تھا۔ اور داشتہ رکھنا بے لگام بدکاری سے بدتر تھی ـــــ یہ نظریہ عام اخلاقی نظریے کا بالکل الٹ ہے جس میں کہ قانونی رشتہ کے دوام کو اہمیت دی جاتی ہے۔ جب پادریوں پر شادی کرنے کا الزام لگایا جاتا تو ان کے بچاؤ کا آسان طریقہ یہ تھا کہ یہ کہہ دیا جائے کہ یہ تو محض بے لگام بدکاری تھی۔ اس کا جرمانہ معمولی تھا۔ دوسری طرف شادی کی سزا عہدے سے مکمل برخاستگی تھی۔ پادریوں کی بدکاریوں کے واقعات کو اس پس منظر کو دیکھنا چاہیے کہ بہت سے بچے راہباؤں کے پیدا ہوتے۔ ان سے ہمیں زیادہ حیرانی نہیں ہوتی، جتنی کہ ہمیں جانوروں سے بدکاری کی افواہوں سے ہوتی ہے یا راہباؤں کی دیکھ بھال کرنے والوں کے اس قول سے ہوتی ہے کہ راہباؤں کو اپنے پالتو جانور ہٹا دینے چاہییں۔ ان حالات میں بچاؤ کا یہ طریقہ استعمال کیا گیا کہ پادری حضرات گناہ کی زندگی گزارنے کا لائسنس حاصل کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ پوپ کے آفس (CURIA) کو خاصی رقم دے دیا کریں۔ اس اقدام کو ترقی کی طرف قدم ہی کہا جا سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ چرچ بیچ میں برائیوں کی ہمت افزائی میں آگے بڑھ گیا۔ ایک فیوڈل لارڈ نے جب یہ دیکھا کہ اس کے مزارعین جرمانے ادا کرنے کی وجہ سے اس کو پورا لگان ادا نہیں کر پاتے تو اس نے مزارعین کو سختی سے حکم دے دیا کہ وہ چرچ کے قوانین کی خلاف ورزی نہ کریں۔ چنانچہ لارڈ کے دباؤ کی وجہ سے چرچ کے قوانین کی خلاف ورزی تقریباً بند ہو گئی۔ اُدھر چرچ والوں نے جب دیکھا کہ چرچ کے قوانین کی پابندی کی وجہ سے مزارعین کی طرف سے جرمانوں کی آمدنی کم ہو گئی تو انہوں نے یہ کہہ کر اس کے خلاف احتجاج کیا کہ یہ مذہب میں مداخلت ہے۔ چودھویں صدی تک یہ سارا سلسلہ کمرشل بن گیا اور نہ صرف یہ کہ ہر شخص رقم کے ذریعے گناہ کرنے کی اجازت حاصل کر سکتا تھا۔ بلکہ گناہوں کے کفارہ کے طور پر کرایہ کے آدمیوں پر رقم خرچ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو جائے اور مقدس مقامات کی زیارت کرا کے اپنے گناہوں کی معافی بھی حاصل کر سکتا تھا۔[1]

اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ مغرب میں بدکاری، قحبہ گری، جوئے بازی، شراب خواری، سگریٹ نوشی، فلم بینی، تھیٹر بینی وغیرہ سے حاصل ہونے والے تفریحی اور دوسرے ٹیکس کیسے شروع ہوئے۔ حکومتیں بھی پادریوں کی نقالی میں کہنے لگیں کہ تم بے شک برائیاں کر کے اپنے آپ کو تباہ و برباد کرتے رہو، ہماری بلا سے، مگر جب تک ہمیں ٹیکس دیتے رہو گے ہم تمہاری بربادی، تباہ کاری اور خودکشی سے متعرض نہ ہوں گے۔ ہماری جیبیں بھرتے رہو، پھر سود خواری، فحاشی، ناچ، جوئے، شراب و سگریٹ سے بیشک قوم کے اخلاق خراب اور ان کی نسلیں برباد کرتے رہو، ہماری طرف سے کھلی اجازت ہے، ہم تم کو ہر برائی کے لیے اجازت نامے یعنی لائسنس بھی دیں گے۔ غرضیکہ یہ ٹیکس گویا ایک طرح کی رشوت تھی۔ جس کو وصول کر کے فحاشی، جوئے اور دیگر ذرائع سے اخلاق باختہ لوگوں کو چھوٹ دی گئی کہ وہ عوام کو لوٹیں اور ان کو اور ان کی نسلوں کو زندہ درگور کرتے رہیں۔ یہ ہے مغربی جمہوریتوں میں ٹیکس و انکم ٹیکس کی نفسیات اور ان کے تحت الشعور کے دھندے میں چھپی ہوئی نیت۔ یہ سب ٹیکس حقیقت میں رشوتیں ہیں جو افسروں کے بجائے خود حکومت وصول کرتی ہے اور یہ سبق انہوں نے پادریوں سے سیکھا ہے۔ اگرچہ چرچ کے قانون کے مطابق سود حرام ہے، مگر اپنے فائدے کی غرض سے چرچ نے سود میں خود بھی حصہ لینا شروع کر دیا۔ المختصر مذکورہ بالا طریقوں سے چرچ نے سود میں زیادہ دولت کمائی یا دوسرے لفظوں میں عوام کو دونوں ہاتھوں سے خوب لوٹا۔

برٹرینڈ رسل لکھتا ہے کہ "جو ریونیو انگلینڈ سے لے کر جرمنی تک کے ممالک سے روم پہنچتا تھا وہ اس سے کہیں زیادہ تھا، جو کبھی قدیم رومی فوجیں لوگوں سے چھین سکی تھیں۔ مگر یہ دولت اس تقدس کی بنا پر حاصل کی جاتی تھی جو عوام پاپائیت کے لیے محسوس کرتے تھے نہ کہ اسلحہ کے بل بوتے پر۔"[2]

واضح رہے کہ چودھویں صدی میں انگلینڈ میں چرچ کا ٹیکس حکومت سے پانچ گنا تھا۔[3]

(باقی)

---

1. P. 67, 68. Sex in History by G. Rattray Taylor.
1. P. 45. Power by Bertrand Russell.
2. P. 13. The World's Greatest Scandals by Charles Franklin.

© rasailojaraid.com